طریق السداد
فی عقوبۃ الارتداد

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

تعارف

۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کابل میں قادیانی مبلغ نعمت اللہ کو بجرم ارتداد سزائے موت دی گئی۔ اس پر قادیانی اور قادیانی نواز گروہ نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ اخبارات میں لے دے شروع ہوگئی۔ اکابر علمائے دیوبند نے والئی افغانستان کے اسلامی فیصلہ کی بھرپور تائید کی۔ ارتداد کی اسلامی سزا قتل پر رسائل لکھے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اخبارات کو بیان جاری کیا۔ بعد میں معمولی ترمیم واضافہ سے اسے رسالہ کی شکل میں شائع کردیا۔ (مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

طریق السداد فی عقوبۃ الارتداد

خلفائے راشدینؓ اور قتل مرتد

خلافت اسلامیہ کی ساڑھے تیرہ سو سالہ عمر میں ہمیشہ مرتد کو سزائے موت دی گئی ہے!

قادیانی مذہب اور اس کی تحریفات نے جن ضروریات اسلامیہ کو تختۂ مشق بنایا ہے وہ غالباً ہمارے ناظرین سے مخفی نہیں۔ ختم نبوت کا انکار، نزول مسیح کا انکار، فرشتوں کا زمین پر آنے سے انکار، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ تھا، مگر ہم سمجھتے تھے کہ یہ سب مرزا قادیانی کے دم تک ہیں۔ کیونکہ: ”وہ اپنے آپ کو خدا کا نبی کہتے تھے اور اس کا مستحق سمجھتے تھے کہ حدیث نبوی کے ذخیرہ میں سے جس حصہ کو چاہیں لیں اور جس کو چاہیں (نعوذ باللہ) ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں۔“ جس کا خود مرزا قادیانی نے (اربعین نمبر۳ ص۱۵، خزائن ج۷۱ ص۴۰۱ ملخص، وغیرہ میں) کھلے بندوں اعلان کیا ہے۔ لیکن آج نعمت اللہ خان مرزائی کے قتل نے یہ بات دکھلا دی کہ:

ایں خانہ تمام آفتاب است۔

مرزا قادیانی کے مرنے سے بھی نصوص شرعیہ کی تحریف اور بدیہی الثبوت مسائل اسلامیہ کے انکار کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ بلکہ ان کا روحانی فیض آج تک اپنے لوگوں میں کام کررہا

ہے۔ جس کی ایک نظیر یہ ہے کہ شریعت اسلام کا کھلا ہوا فیصلہ ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہونے کی سزا قتل ہے۔ آیات قرآنیہ کے بعد احادیث نبویہ کا ایک بڑا دفتر اس حکم کا صاف طور سے اعلان کررہا ہے۔ جن میں سے تقریباً تیس حدیثیں ہمارے زیر نظر ہیں۔ جن کو اگر ضرورت سمجھی گئی تو کسی وقت پیش کیا جائے گا۔ اس کے بعد اگر خلافت اسلامیہ کی تاریخ پر ایک نظر ڈالیں تو چاروں خلفائے راشدین ﷺ سے لے کر بعد کے تمام خلفاء کا متواتر عمل بتلا رہا ہے کہ یہ مسئلہ ان بدیہات اسلامیہ سے ہے کہ جس کا انکار کسی مسلمان سے متصور نہیں۔ بایں ہمہ آج جبکہ دولت افغانستان نے اس شرعی اور قطعی فیصلہ کے ماتحت نعمت اللہ خان مرزائی کو قتل کر دیا تو فرقہ مرزائیہ کی دونوں پارٹیاں قادیانی اور لاہوری اور بالخصوص اس کا آرگن پیغام صلح سرے سے اس حکم کے انکار پر تل گئے اور دولت افغانستان پر طرح طرح کے بیہودہ عیب لگانے اور ان کے عین شرعی فیصلہ کو وحشیانہ حکم ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا۔ ہمیں اس دیدہ دلیری معاصر سے سخت تعجب ہوا کہ وہ ملت اسلامیہ کو چیلنج دیتا ہے کہ: ''از روئے شریعت اسلامیہ مرتد کی سزا قتل ہونا ثابت کریں۔'' حالانکہ یہ مسئلہ اسلام میں اس قدر بدیہی الثبوت ہے کہ ہم کسی مسلمان پر بلکہ خود ایڈیٹر پیغام صلح پر یہ بدگمانی نہیں کر سکتے کہ وہ اس قدر ناواقف اور احکام شرعیہ سے غافل ہوں گے کہ ان کو قتل مرتد کی کوئی دلیل ادلہ شرعیہ میں نہیں ملی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ قرآن کریم کے دلائل اور اس کے محیّر العقول لطائف ان کی پرواز سے بالاتر ہونے کی وجہ سے ان کی نظر سے اوجھل رہے ہوں۔ لیکن یہ کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ احادیث کا اتنا بڑا دفتر ایک ایسے شخص پر بالکل مخفی رہے جو منہ بھر بھر کر علم کی ڈینگ مارتا ہے اور علمائے اسلام کے منہ آتا ہے؟۔ ہاں میں ان کو اس میں بھی معذور سمجھتا کہ یہ سب حدیثیں غیر درسی کتابوں میں ہوتیں۔ لیکن حیرت تو یہ ہے کہ ان میں سے دس بارہ حدیثیں وہ ہیں جو حدیث کی درسی کتابوں (صحاح) پر ایک سرسری نظر ڈالنے والے کے بلاتکلف سامنے آجاتی ہیں۔ جن سے معمولی درجہ کے طالب علم ناواقف نہیں رہ سکتے۔ مگر ایڈیٹر پیغام صلح ہیں کہ نہایت دلیری کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ سنت نبوی میں قتل مرتد کا کوئی اسوہ نہیں ملتا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کلام غیظ وغضب کی بدحواسی میں ان کے قلم سے نکل گیا ہے۔ جس پر وہ افاقہ کے بعد قرآن وحدیث کو دیکھ کر پشیمان ہوئے ہوں گے۔ یا واقع میں ان کی تحصیل اور مبلغ علم یہی ہے کہ جس حکم سے قرآن وحدیث اور تعامل سلف کے دفتر بھرے ہوئے ہوں ان کا دماغ اس کے علم سے ایسا کورا ہے کہ علمائے اسلام کو اس کے اثبات کا اس بیہودہ خیال پر چیلنج دے

رہے ہیں کہ وہ ثابت نہ کرسکیں گے۔اور اگر ایسا ہے تو ہم ایڈیٹر صاحب کو اس معاملہ میں بھی معذور سمجھیں گے۔ کیونکہ ان کو مرزا قادیانی ایک ایسے کام میں لگا گئے ہیں جس سے وہ کسی وقت فارغ نہیں ہو سکتے۔ مرزا قادیانی کے متہافت اور متعارض اقوال کی گتھیوں کا سلجھانا ہی عمر گنوا دینے کے لئے کافی ہے۔ ان کو کہاں فرصت کہ وہ خاتم الانبیا ﷺ کے دین کی طرف متوجہ ہوں اور آپ ﷺ کی احادیث کو پڑھیں اور سمجھیں۔ اگرچہ مرزائی فرقہ کی حالت کا تجربہ رکھنے والے حضرات یہاں بھی یہی کہیں گے کہ یہ سب شقیں غلط ہیں۔ دراصل یہ سب احکام قرآن وحدیث ان کے ضرور سامنے ہیں مگر وہ جان بوجھ کر دیکھتی آنکھوں ان کا انکار کر رہے ہیں۔ اور وہ اس میں بھی معذور ہیں۔ کیونکہ ان کے آقا مرزا قادیانی کی یہی تعلیم ہے۔ جس پر ان کی زندگی کے بہت سے کارنامے شاہد ہیں۔ بہرحال صورت کچھ ہو۔ آج پیغام صلح دنیائے اسلام کو پیغام جنگ دے کر یہ چاہتا ہے کہ اس مسئلہ کو اخباری گھوڑ دوڑ کا میدان بنائے۔ اگر اس کے نزدیک اسی کی ضرورت ہے کہ اس بدیہی الثبوت مسئلہ پر بحث کر کے اخبار کے کالموں کو پر کیا جائے تو ہمیں بھی کچھ ضرورت نہیں کہ اس کو غیر ضروری ثابت کریں۔ لہٰذا ہم مختصر طور پر یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ مرتد کے لئے کیا سزا تجویز کرتی ہے اور خلفائے راشدین ؓ اور بعد کے تمام خلفاء نے مرتدین کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟۔

قرآن عزیز اور قتل مرتد

اس بحث کو چونکہ مجھ سے پہلے اور افاضل بھی مفصل لکھ چکے ہیں۔ اس لئے صرف ایک آیت کو مختصراً پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ قال تعالیٰ: ''انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ۰ المائدہ ۳۳'' یہ آیت ان لوگوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مرتد ہو گئے تھے۔ جس کا طویل واقعہ اکثر کتب حدیث وتفسیر میں موجود ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس آیت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان لوگوں کو قتل کیا۔ جیسا کہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۶۳ اور فتح الباری ج ۸ ص ۲۰۶ باب انما جزاء الذین یحاربون اللہ) وغیرہ تمام معتبر کتب حدیث وتفسیر میں موجود ہے اور امام بخاریؒ نے قتل مرتد کے بارہ میں اسی آیت سے استدلال کرنے کے لئے احکام مرتد کے ابواب کو اسی آیت سے شروع فرمایا ہے۔ نیز سورۃ مائدہ کی تفسیر میں حضرت سعید ابن جبیرؒ سے نقل کیا ہے کہ آیت میں:

"یحاربون اللہ" سے مراد کافر ہونا ہے۔بخاری ج ۲ ص ۱۰۶۳ اور فتح الباری میں بحوالہ ابن حاتمؒ اسی کی تائید کی گئی ہے۔الغرض آیت مذکورہ مرتد کے لئے سزائے قتل تجویز کرتی ہے۔ پھر قتل کے معنے مطلقاً جان لینے کے ہیں۔خواہ تلوار سے یا سنگساری سے یا کسی اور طریق سے۔جیسا کہ امام راغب اصفہانیؒ نے مفردات القرآن میں اور صاحب اقرب الموارد نے اقرب میں نقل کیا ہے۔

حدیث نبوی اور قتل مرتد

ہم نے نقل کیا ہے کہ کثیر تعداد احادیث اس مسئلہ کے ثبوت میں وارد ہوئی ہیں۔جن میں سے تقریباً تیس حدیثیں ایک سرسری نظر ڈالنے سے ہمارے سامنے ہیں۔لیکن اخبار کے کالم اس کام کے لئے زیادہ موزوں نہیں معلوم ہوتے کہ ان میں اس قدر احادیث کا سلسلہ نقل کیا جائے۔اس لئے صرف ان گیارہ احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے جو کتب صحاح یعنی احادیث کی درسی کتابوں میں موجود ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بھی اخباری دنیا کے لئے بہت زائد ہے۔

۱.........."من بدل دینہ فاقتلوہ ۔ رواہ البخاری ج ۱ ص ۴۲۳ باب لایعذب بعذاب اللہ عن ابن عباسؓ" جو شخص اپنے دین اسلام کو بدلے اس کو قتل کر ڈالو۔

۲..........حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ آنحضرت ﷺ کی طرف سے والئ یمن تھے۔ایک مرتبہ حضرت معاذؓ یمن پہنچے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک مرتد قید کر کے لایا گیا ہے۔حضرت معاذؓ نے فرمایا:"لا اجلس حتیٰ یقتل قضاء اللہ و رسولہ ثلاث مرات فامر بہ فقتل ۔ بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳ باب حکم المرتد" میں اس وقت تک نہ بیٹھوں گا جب تک کہ اس کو قتل نہ کیا جائے۔یہی ہے اللہ اور رسول کا حکم۔تین مرتبہ یہی کہا۔چنانچہ اس کو قتل کیا گیا۔ (روایت کیا اس کو بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد وغیرہ نے)

۳..........حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایسی ہی ایک جماعت کے متعلق حکم فرمایا:"اینما لقیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلھم اجراً لمن قتلھم یوم القیامۃ ۔ بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۴ باب قتل الخوارج والملحدین" ان کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔اس لئے کہ ان کے قتل کرنے میں ثواب ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

۴.......... اسی مضمون کی ایک حدیث ابوداؤد نے ج ۲ ص ۲۹۹ باب حکم

الخوارج میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے نقل کی ہے۔

۵............جب قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے تو خود آنحضرت ﷺ نے ان کو قتل کیا۔ جس کا طویل واقعہ اکثر کتب حدیث بخاری ج ۲ ص ۶۶۳ وغیرہ میں موجود ہے۔

۶............حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کا قتل ہرگز حلال نہیں۔ مگر تین شخص کو قتل کیا جائے گا: ''النفس بالنفس والثیب الزانی والمارق لدینه التارك للجماعة ۰ بخاری ومسلم ج ۲ ص ۵۹ باب مایباح به دماء المسلم '' جان کے بدلے میں جس کی جان لی جائے اور بیاہا ہونے کے بعد زنا کرنے والا اور اپنے دین اسلام اور جماعت مسلمین کو چھوڑنے والا۔

۷............اور جب عثمان غنیؓ گھر کے اندر محصور تھے تو ایک روز گھر کی دیوار پر چڑھے اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کسی مسلم کا قتل اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس سے تین کاموں میں سے کوئی کام سرزد نہ ہو۔ اور وہ تینوں یہ ہیں: ''زنی بعد احصانه وکفر بعد اسلام وقتل نفساً بغیر نفس ۰ نسائی ج ۲ ص ۱۶۵ باب مایحل به دم المسلم / ترمذی / ابن ماجه '' بیاہا ہونے کی صورت میں زنا کرنا اور اسلام کے بعد کافر ہونا اور کسی شخص کو بغیر حق کے قتل کرنا۔

۸............اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی اسی مضمون کی کئی حدیثیں مروی ہیں۔ دیکھو مسلم ج ۲ ص ۱۵۹ باب مایحل به دم المسلم اور مستدرک حاکم وغیرہ!

۹............''من غیّر دینه فاضربوا عنقه عن زید ابن اسلم ۰ کنز العمال ج ۱ ص ۹۱ باب الارتداد '' جو شخص اپنے دین اسلام کو بدلے اسے قتل کردو۔

(بخاری ومسلم)

۱۰............''اذا ابق العبد الی الشرك فقد حل دمه ۰ رواه ابوداؤد عن جبیرؓ ج ۲ ص ۱۳۹ باب الحکم فیمن ارتد '' جب کوئی اسلام چھوڑ کر کفر کی طرف بھاگے تو اس کا خون حلال ہے۔

۱۱............''من جحد آیت من القرآن فقد حل ضرب عنقه ۰ ابن ماجه عن ابن عباسؓ ص ۱۸۲ باب اقامة الحدود '' جو شخص قرآن کی کسی آیت کا انکار کرے

اس کی گردن مار دینا حلال ہوگیا۔ یہ سب حدیثیں ہیں جو صحاح کی کتابوں میں موجود ہیں اور اکثر صحیحین بخاری و مسلم میں مذکور ہیں۔ ان تمام فرامین نبویہ کے ہوتے ہوئے ایڈیٹر پیغام صلح کا یہ کہنا کس قدر ان کے علم کی داد دیتا ہے کہ ''سنت نبویہ میں قتل مرتد کا کوئی اسوہ نہیں ملتا'' اس کے جواب میں ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے دین اور آپ ﷺ کی احادیث میں دخل دینا ہی ان کی اصولی غلطی اور خوامخواہ دخل در معقولات ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ اپنے مہدی، مسیح، نبی، میکائیل، عیسیٰ، موسیٰ، ابراہیم، آدم، مرد، عورت، حاملہ، حائضہ، غرض ہر رنگی مقتداء کی عبارات اور اس کے ادھیڑ بن میں لگے رہیں اور احکام اسلامیہ کو ان لوگوں کے سپرد کریں جو اس کے اہل ہیں۔

خلفائے راشدینؓ اور قتل مرتد

اس بحث میں سب سے پہلے افضل الناس بعد الانبیاء خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ کا عمل ملاحظہ فرمایئے۔

۱............شیخ جلال الدین سیوطیؒ تاریخ الخلفاء میں حضرت عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی اور مدینہ کے اردگرد میں بعض عرب مرتد ہوگئے تو خلیفہ وقت صدیق اکبرؓ شرعی حکم کے مطابق ان کے قتل کے لئے کھڑے ہوگئے اور عجب یہ کہ فاروق اعظمؓ جیسا اسلامی سپہ سالار اس وقت ان کے قتل میں بوجہ نزاکت وقت تأمل کرتا ہے۔ لیکن یہ خدا کی حدود تھیں جن میں مساہلت سے کام لینا صدیق اکبرؓ کی نظر میں مناسب نہ تھا۔ اس لئے فاروق اعظمؓ کے جواب میں بھی یہی فرمایا: ''هيهات هيهات مضى النبى ﷺ وانقطع الوحى والله لا جاهد هم ما استمسك السيف فى يدى ۰ تاريخ الخلفاء ص ٦١ فصل فى ما وقع فى خلافته ۰ '''' ہیہات ہیہات آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی اور وحی منقطع ہوگئی۔ خدا کی قسم میں ضرور ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں گا جب تک میرا ہاتھ تلوار پکڑ سکے گا۔'' یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ کو بھی بحث کے بعد حق واضح ہوگیا اور اجماعی قوتوں سے مرتدین پر جہاد کیا گیا اور ان میں سے بہت سے تہ تیغ کر دیئے گئے۔

۲............حوالئی مدینہ سے فارغ ہو کر صدیق اکبرؓ مسیلمہ کذاب کی طرف متوجہ ہوئے جو نبوت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے باجماع صحابہؓ مرتد قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک لشکر حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں اس کی طرف روانہ کیا جس نے مسیلمہ کذاب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ (فتح الباری،

تاریخ الخلفاء ص ٦٣ فصل فی ما وقع فی خلافتہ' طبع اصح المطابع کراچی)
اس واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت مرتد ہے۔ اگر چہ وہ کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے یا کوئی تاویل کرے۔ کیونکہ مسیلمہ کذاب جس کو صدیق اکبرؓ نے قتل کرایا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی نبوت ورسالت کا منکر نہیں تھا۔ بلکہ اپنی اذان میں اشھد ان محمداً رسول اللہ ۔ کا اعلان کرتا تھا۔ (تاریخ طبری ج ۱ حصہ دوم ص ۱۰۰ 'اردو نفیس اکیڈمی لاہور) پھر جس جرم میں اس کو مرتد 'واجب القتل' سمجھا گیا وہ صرف یہ تھا کہ آپ ﷺ کی نبوت کو ماننے کے باوجود اپنی نبوت کا بھی دعویٰ کرتا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا بعینہ یہی حال ہے۔

۳.......... پھر ۱۲ ہجری میں بحرین میں کچھ لوگ مرتد ہو گئے تو آپؓ نے ان کو قتل کے لئے علاء ابن الحضرمیؓ کو روانہ کیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ٦٣)

۴.......... اسی طرح عمان میں بعض لوگ مرتد ہو گئے تو ان کے قتل کے لئے عکرمہؓ ابن ابی جہل کو حکم فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء ص ٦٣)

۵.......... اہل بخیر میں سے چند لوگ اسلام سے پھرے تو صدیق اکبرؓ نے بعض مہاجرین کو ان کے قتل کے لئے بھیجا۔ (تاریخ الخلفاء ص ٦٣)

٦.......... اسی طرح زیاد بن لبید انصاریؓ کو ایک مرتد جماعت کے قتل کے لئے حکم فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء ص ٦٣)

یہ تمام واقعات وہ ہیں جو اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ اور افضل الناس بعد الانبیاء کے حکم سے ہوئے اور صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں ان کا ظہور رہوا۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت تھی جو کسی خلاف شرع حکم کو دیکھنا موت سے زیادہ ناگوار سمجھتی تھی۔ کیسے ہو سکتا تھا کہ اگر معاذ اللہ صدیق اکبرؓ بھی کسی خلاف شریعت حکم کا ارادہ کرتے تو تمام صحابہ کرامؓ ان کی اطاعت کر لیتے اور خون ناحق میں اپنے ہاتھ رنگتے ؟۔ لہذا یہ واقعات اور اسی طرح باقی تمام خلفائے راشدینؓ کے واقعات تنہا صدیق اکبرؓ وغیرہ کا عمل نہیں بلکہ تمام صحابہ کرامؓ کا اجماعی فتویٰ ہے کہ شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

خلیفہ ثانی فاروق اعظمؓ اور قتل مرتد

۱.......... آپ معلوم کر چکے ہیں کہ مذکور الصدر تمام واقعات میں فاروق اعظمؓ بھی

صدیق اکبرؓ کے ساتھ اور شریک مشورہ تھے۔

۲........ فاروق اعظمؓ نے چند مرتدین کے متعلق اپنے لوگوں سے کہا کہ ان کو تین روز تک اسلام کی طرف بلانا چاہئے اور روزانہ ان کو ایک ایک روٹی دی جائے۔ اگر تین روز تک نصیحت کے بعد بھی ارتداد سے توبہ نہ کریں تو قتل کر دیا جائے۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۲ تا ۳۱۳ ' اس قسم کی متعدد روایات ہیں)

خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنیؓ اور قتل مرتد

۱........ جو احادیث ہم اوپر نقل کر آئے ہیں ان میں گزر چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ قتل مرتد کو آنحضرت ﷺ کا فرمان سمجھتے تھے اور لوگوں سے اس کی تصدیق کراتے تھے۔

۲........ کنز العمال میں بحوالہ بیہقی نقل کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں: "من کفر بعد ایمانه طائعا فانه یقتل ۔ کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۰ باب حکم الاسلام ۔ "جو شخص ایمان کے بعد اپنی خوشی سے کافر ہو جائے اس کو قتل کیا جائے۔

۳........ سلیمان ابن موسیٰؒ نے حضرت عثمانؓ کا دائمی طرز عمل یہی نقل کیا ہے کہ مرتد کو تین مرتبہ توبہ کرنے کے لئے فرماتے تھے۔ اگر قبول نہ کرتا قتل کر دیتے تھے۔

(کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۳ ' حدیث ۱۴۷۱)

۴........ امام الحدیث عبدالرزاقؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتد حضرت ذی النورینؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اس کو تین مرتبہ توبہ کی طرف بلایا۔ اس نے قبول نہ کیا تو قتل کر دیا۔ (کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۲)

۵........ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک مرتبہ اہل عراق میں سے ایک مرتد جماعت کو گرفتار کیا اور ان کی سزا کے بارے میں مشورہ کے لئے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں خط لکھا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: "اعرض علیهم دین الحق فان قبلوها فخل عنهم وان لم یقبلوها فاقتلهم ۔ کنز العمال ج ۱ ص ۳۱۳ حدیث ۱۴۷۳ "ان پر دین حق پیش کرو۔ اگر قبول کر لیں تو ان کو چھوڑ دو۔ ورنہ قتل کر دو۔

خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور قتل مرتد

۱........ امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بعض مرتدین کو قتل

کیا۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۲۳ باب حکم المرتد والمرتدہ)

۲............حضرت ابوالطفیلؒ فرماتے ہیں کہ جب علی کرم اللہ وجہہ نے بنی ناجیہ کے قتال کے لئے لشکر بھیجا تو اس میں' میں بھی شریک تھا۔ ہم نے دیکھا کہ ان لوگوں میں تین فرقے ہیں۔ بعض پہلے نصاریٰ تھے پھر مسلمان ہوئے اور اسی پر ثابت قدم رہے۔ اور بعض نصاریٰ تھے اور ہمیشہ اسی مذہب پر رہے۔ اور بعض لوگ وہ تھے کہ پہلے نصرانیت چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے اور پھر نصرانیت کی طرف لوٹ گئے۔ ہمارے امیر نے اس تیسرے فرقے سے کہا کہ اپنے خیال سے توبہ کرو۔ اور پھر مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا تو امیر نے ہمیں حکم دیا۔ ہم سب ان پر ٹوٹ پڑے اور مردوں کو قتل اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

(کنزالعمال ج ۱ ص ۳۱٤ حدیث ۱٤۷٦ باب الارتداد واحکامہ)

۳............عبدالملک بن عمیرؒ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ مستورد ابن قبیصہ گرفتار کر کے لایا گیا جو اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ ٹھوکروں میں مسل کر مار ڈالا جائے۔

(کنزالعمال ج ۱ ص ۳۱٤ حدیث ۱٤۷۷)

یہ ان خلفائے راشدین کا حکم عمل جن کے اقتداء کے لئے تمام امت اسلامیہ مامور ہے اور جن کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:"علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین ۔ مشکوۃ ص ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنة "تم پر لازم ہے کہ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی اقتدا کرو۔

کیا قتل مرتد کے لئے محاربہ اور سلطنت کا مقابلہ شرط ہے؟

ہماری مذکورہ بالا تحریر میں اس کا کافی جواب آ چکا ہے۔ کیونکہ اول تو جو احادیث سزائے مرتد کے بارے میں نقل کی گئی ہیں۔ ان میں کوئی محاربہ اور مقابلہ کی شرط نہیں۔ بلکہ عموماً مرتد کے قتل کا اعلان ہے۔ اس کے بعد جن لوگوں کو خلفائے راشدینؓ نے سزائے ارتداد میں قتل کیا ہے۔ ان میں دونوں قسم کے آدمی ہیں۔ وہ بھی جو مرتد ہونے کے بعد محاربہ کے لئے کمربستہ ہوئے اور وہ بھی جن سے کسی قسم کا ارادہ فساد یا محاربہ کا ظاہر نہیں ہوا۔ وہ لوگ جو قتل مرتد کو یہ کہہ کر اڑا دینا چاہتے ہیں کہ اسلام میں صرف انہیں مرتدین کے قتل کا حکم ہوا ہے' جو محاربہ اور سلطنت کے مقابلہ پر آمادہ

ہوں وہ آنکھیں کھولیں اور احادیث اور عمل سلف پر نظر ڈالیں کہ وہ کیا بتلا رہے ہیں؟۔

کیا سزائے ارتداد میں سنگسار بھی کیا جاسکتا ہے؟

مذکورۃ الصدر احادیث اور واقعات سلف نے اس سوال کو بھی طے کردیا ہے۔ کیونکہ ان سے واضح ہوچکا ہے کہ اصل سزائے ارتداد قتل ہے اور ہم بحوالہ امام راغب اصفہانی اور دیگر اہل لغت یہ نقل کرچکے ہیں کہ قتل کے معانی جان لینا ہے۔ خواہ تلوار سے یا سنگساری سے یا کسی اور ذریعہ سے۔ لہذا جب سزائے قتل مرتد کے لئے ثابت ہوگئی تو امام وقت کو اختیار ہے کہ مصالح وقت کو دیکھ کر جس صورت سے چاہے قتل کرے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ ابھی نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتد کو زیادہ سرکش سمجھ کر پاؤں میں مسل کر مارنے کا حکم کردیا۔

خلفائے راشدین ؓ کے بعد باقی خلفاء اسلام اور قتل مرتد

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں مختار ابن ابی عبید کو اسی جرم میں قتل کیا تھا جو آج مرزا قادیانی کے لئے معراج ترقی ہے۔ یعنی اس کے دعوے نبوت کو ارتداد قرار دے کر قتل کیا گیا ہے۔ (فتح الباری ص ۴۵۵ ج ٦' تاریخ الخلفاء ص ۱٦٤)

خالد قسری نے اپنے زمانہ حکومت میں جعد ابن درہم کو ارتداد ہی کی سزا میں قتل کیا۔

(فتح الباری ص۲۳۹ ج ۱۲ باب حکم المرتد والمرتدہ)

عبدالملک ابن مروان نے اپنے زمانہ خلافت میں حارث نامی ایک شخص کو اسی جرم میں قتل کیا جو آج مرزا قادیانی کا دعویٰ اور ان کی امت کا مذہب ہے۔ (یعنی دعویٰ نبوت)

(شفاء قاضی عیاض ص۲۰۸'۲۰۷ ج ۲)

خلیفہ منصور نے اپنے عہد خلافت میں فرقہ باطنیہ کے مرتدین کو قتل کیا۔

(فتح الباری ص۲۳۹ ج ۱۲ باب حکم المرتد والمرتدہ)

یہ بھی یاد رہے کہ فرقہ باطنیہ کا بانی بھی ابتداء میں ایک صوفی مزاج آدمی تھا۔ مسلمانوں کی عموماً اور اہل بیت کی خصوصاً بہت ہمدردی کا دعویٰ کرتا تھا۔ شروع میں مرزا قادیانی کی طرح لوگوں پر تصوف کا رنگ ظاہر کیا اور کچھ لوگ معتقد ہوگئے تو نبوت کا دعوے دار بن گیا اور اسی جرم میں واجب القتل سمجھا گیا۔

خلیفہ مہدی منصور کے بعد مہدی تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو باقی ماندہ باطنیہ کی

استیصال کی فکر کی اور ان میں سے بہت سے آدمی موت کے گھاٹ اتار دیئے۔

(فتح الباری ص۲۳۹ ج۱۲ باب حکم المرتد والمرتده)

خلیفہ معتصم باللہ نے اپنے عہد خلافت میں ابن ابی الغراقیر کو اس لئے قتل کیا کہ وہ اسلام سے مرتد ہوا تھا۔ (شفاء ص۲۰۸ ج۲)

قاضی عیاضؒ نے شفاء میں بہت سے مرتدین کے قتل کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

''وفعل ذالك غيرو احد من الخلفاء والملوك باشباهم واجمع علماء وقتهم علىٰ صواب فعلهم'' اور بہت سے خلفاء اور بادشاہوں نے مرتدین کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہے اور ان کے زمانہ کے علماء نے ان کے فعل کو موافق شرع ہونے پر اتفاق کیا ہے۔

(شفاء ص۲۰۸٬۲۰۷ ج۲)

ہمیں اس مختصر گزارش میں تمام خلفاء کی تاریخ اور ان کے قتل کے واقعات کا استیعاب کرنا نہیں ہے۔ بلکہ چند خلفاء اسلام کے طرز عمل کا نمونہ پیش کر کے ایڈیٹر پیغام صلح کو یہ دکھلا دینا ہے کہ آج نعمت اللہ مرزائی کے قتل پر کسی وجہ سے جو طرح طرح کے الزام دولت کابل پر لگائے جا رہے ہیں وہ درحقیقت نہ صرف تمام خلفائے اسلام اور اسلامی سیاست پر عیب لگانا ہے۔ بلکہ خلفائے راشدین کی سنت پر بیہودہ اعتراض اور احکام قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر الزام ہے۔ (نعوذ باللہ)

آئمہ اربعہؒ اور قتل مرتد

ایڈیٹر پیغام صلح نے جہاں تمام احکام قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور تعامل سلف کو پس پشت ڈال کر قتل مرتد کا انکار کر دیا تو کیا عجب ہے کہ اس نے فقہ حنفی کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا اور نہایت وقاحت کے ساتھ کہہ دیا کہ: ''فقہ حنفی میں اس کی کوئی تصریح نہیں ملتی۔'' ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ مرتد کے لئے سزائے موت قتل نہ فقط فقہ حنفی کا متفق علیہ مسئلہ ہے بلکہ کل فقہائے امت اور بالخصوص آئمہ اربعہؒ کا اجماعی حکم ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ

دیکھو جامع صغیر ص ۲۵۱ باب الاوتداد والحاق بدار الحرب مصنفہ حضرت امام محمدؒ: ''ويعرض على المرتد حراً كان اوعبداً الاسلام فان ابى قتل۔ ''

مرتد پر اسلام پیش کیا جائے۔ خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔ پس اگر انکار کرے تو قتل کر دیا جائے۔ اور ملاحظہ ہو: "قال محمد ان شاء الا مام آخر المرتد ثلاثا ان طمع فی توبة اوسالہ عن ذالك المرتد وان لم يطمع فی ذالك ولم يساله المرتد فقتله فلا باس بذالك · موطا امام محمدؒ باب المرتد ص ۳۷۱ "حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام کو یہ توقع ہو کہ یہ مرتد توبہ کر لے گا یا خود مرتد مہلت طلب کرے تو امام کو اختیار ہے کہ تین روز تک اس کے قتل کو مؤخر کر دے۔ اور اگر نہ اس کو توبہ کی توقع ہو اور نہ خود مہلت طلب کرے۔ ایسی صورت میں اگر امام اس کو بلا مہلت دیئے قتل کر دے تو مضائقہ نہیں۔

حضرت امام مالکؒ

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک مرتد کے معاملہ میں وہی قول قابل عمل ہے جو حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا۔ یعنی مرتد کو تین روز مہلت دے کر توبہ کی طرف بلایا جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔ (شفاء ص ۲۲۶ ج ۲)

حضرت امام شافعیؒ

حضرت امام شافعیؒ سے اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں۔ اول یہ کہ مرتد کو کوئی مہلت نہ دی جائے۔ بلکہ اگر وہ وہیں توبہ نہ کرے تو فوراً قتل کر دیا جائے۔ اور دوسری یہ کہ تین دن کی مہلت دینے کے بعد توبہ نہ کرنے کی صورت میں قتل کر دیا جائے۔ (شفاء ص ۲۲۶ ۲۲۷ ج ۲)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ

امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مذہب نقل کیا جاتا ہے۔ (شفاء ص ۲۲۶ ج ۲)

اس قدر گزارش کے بعد ہمارے خیال میں کسی مسلمان کو جس طرح اس مسئلہ کے حکم میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسی طرح اس میں بھی شبہ نہیں رہتا کہ مرزائی حضرات قطعیات اسلامیہ سے انکار کر دینے اور بے حیائی کے ساتھ نصوص شرعیہ کے ٹھکرانے کو کوئی بڑی بات نہیں سمجھتے۔ ویحسبونه هيّناً وهو عندالله عظيم!

بندہ محمد شفیع عفاء اللہ عنہ

مدرس دار العلوم دیوبند

ربیع الاول ۱۳۴۲ھ